TQ Lesson 298 Surah Mulk Ayat 1-30 tafsir2

اب آیت نمبر 15 سے 23 تک اللہ تعالیٰ نے کچھ حقیقتوں کی طرف توجہ دے لائی ہے سوچنے سمجھنے کی دعوت دی ہے کیونکہ عام طور پر اللہ تعالیٰ جب غورو فکر کی دعوت دیتے ہیں تو کس لئے دعوت دیتے ہیں اس لئے کہ انسان ان حقیقتوں کی طرف غور نہیں کرتا تو اللہ تعالیٰ کہہ رہے ہیں کہ انسان یہ جو حقیقتیں تیرے ارد گرد ہیں ذرا تو اس پر غور تو کر تو آئیے دیکھتے ہیں آیت نمبر 15 میں اللہ رب العزت کیافرماتے ہیں

آیت نمبر 15۔ هُوَ الَّذِي جَعَلَ لَكُمُ الْأَرْضَ ذَلُولًا فَامْشُوا فِي مَنَاكِبِهَا وَكُلُوا مِنْ رِزْقِهِ ۖ وَإِلَيْهِ النُّشُورُ
ترجمہ۔ وہی تو ہے جس نے تمہارے لیے زمین کو تابع کر رکھا ہے، چلو اُس کی چھاتی پر اور کھاؤ خدا کا رزق، اُسی کے حضور تمہیں دوبارہ زندہ ہو کر جانا ہے

هُوَ الَّذِي جَعَلَ لَكُمُ الْأَرْضَ وہی تو ہے جس نے پیدا کیا، جس نے بنایا تمہارے لئے زمین کو پہلے آسمانوں کی بات تھی اب زمین کی بات آگئی وہی تو ہے جس نے تمہارے لئے زمین کو بنایا **ذَلُولًا** مسخر، نرم اور آپ پڑھ چکی ہیں اس کے معنی کیا ہوتے ہیں؟ اس کے معنی مسخر کے بھی ہوتے ہیں، کسی کو ذلیل اور رسوا کرنا اور وہ چیز مسخر ہو جائے اور مطیع ہو جائے تو اللہ نے زمین کو تمہارے لئے نرم بنایا، مطیع کر دیا کیوں؟ **فَامْشُوا** بس چلو تم **فِي مَنَاكِبِهَا** اس کے راستوں میں تو **(ن ک ب)** اور یہاں پہ توجہ دلائی جارہی ہے کہ تم زمین کے راستوں میں چلو اور آپ دیکھئے کہ یہاں پہ مناکب لفظ استعمال کیا گیا ہے اور ایک طرف **ذَلُولًا** اور دوسری طرف **مَنَاكِب** اور یہ اللہ تعالی نے بڑی ہی خوبصورت دلیل دی ہے اپنی قدرت کے لئے اور **مَنَاكِب** کسے کہتے ہیں؟ **مَنَاكِب** کندھے کے لئے بھی استعمال کیا جاتا ہے مونڈھے کے لئے بھی یہ لفظ استعمال کیا جاتا ہے کہ تم زمین کے مونڈھوں پر چلو تم زمین کے راستوں پر چلو تو کیا کہا کہ تم زمین کے راستوں پر چلو **وَكُلُوا مِنْ رِزْقِهِ ۖ** اور کھاؤ اس کے رزق میں سے **وَإِلَيْهِ النُّشُورُ** اور اسی کی طرف زندہ ہو کر جانا ہے تو مفسرین یہ کہتے ہیں کہ **مَنَاكِبِ مَنْكَبْ** کی جمع ہے اور یہ کندھے کے لئے بھی آتا ہے اور یہاں پہ اس کے معنی راستے کے ہیں اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ زمین کے کندھے کیا ہیں؟ مفسرین کہتے ہیں کہ اصل میں زمین کو ایک جانور سے تشبیہ دی گئی ہے۔ زمین کی مثال ایک فرمانبردار **نَاقَہ** سے دی گئی ہے کیونکہ اس کے اندر راستے بھی ہیں درے، وادیاں کوہسار۔ اب جو ناقہ ہے اس کے **مَنَاكِب** ہوتے ہیں (مونڈھے، کندھے) اب انسانوں کو اس **نَاقَہ** کے جسم پر اس طرح فرض کیا گیا ہے گویا کہ وہ اس کے مونڈھوں اور کندھوں میں ہوں اب آپ دیکھیں کہ عام طور پر کسی سواری پر جب سوار ہوا جاتا ہے تو کمر پر بیٹھ سکتے ہیں اگر کوئی **نَاقَہ**، کوئی جانور مطیع ہو جائے تو انسان کیا کرتا ہے چھلانگ لگاتا ہے اور اس کی کمر پر بیٹھ جاتا ہے لیکن مونڈھے پر بیٹھنا تو مونڈھے اور شانے کےمعنی یہ ہیں کہ کوئی جانور بہت زیادہ مطیع ہو کہ کمر کے ساتھ اپنے کندھے بھی جھکا دے تو زمین اللہ تعالیٰ نے انسان کے لئے مسخر کر دی ہے اس کی سطح کو ہموار کر دیا ہے اوپر سے مطیع فرماں بردار ہے زمین نرم ہے اور اگر آپ زمین پر غور بھی کریں تو زمین کیسی ہے؟ کہ ایسا اس کا مادہ ہے **قَوَّام** کہ نہ تو پانی کی طرح بہنے والا سیال ہے نہ روئی اور کیچڑ کی طرح دبنے والا تب ہی تو ہم اس پر زندہ ہیں اور اس پر جی رہے ہیں اگر لوہے یا پتھر کی طرح یہ زمین سخت ہوتی تو درخت، کھیتی، کنوئیں، نہریں یہ چیزیں ہمیں زمین میں مل نہیں سکتی تھی نہ ہم اس میں عمارتیں بنا سکتے تھے تو اللہ تعالیٰ نے اس کو بڑا متوازن بنایا ہے اس کے اوپر ایک

چھلکا رکھا ہے اور اس چھلکے پر ہم کھیتی باڑی کر سکتے ہیں زمین اللہ تعالیٰ نے انسان کے لئے اس طرح سدھا دی ہے جیسے کہ جانور کو سدھا دیا جائے اور ایسے جانور کو **ذَلُولًا** کہتے ہیں جو سواری دینے میں شوخی نہ کرے اور **مَنَاكِبِ** (مونڈھے) تو جانور نے کمر ہی نہیں، اپنی پیٹھ ہی نہیں گردن بھی ،اپنے مونڈھے بھی سواری کے لئے پیش کر دیئے ہیں بڑا ہی مطیع جانور تو زمین کو اے انسانوں تمہارے لئے مسخر کر دیا کہ اس کے مونڈھوں پر چڑھتے ہو اس کو چیرتے ہو اس کو پھاڑتے ہو اور زمین میں انسانی زندگی کی ضروریات کے لئے بے شمار چیزیں ہیں چلو اس کی چھاتی پر اور کھاؤ اللہ کا دیا رزق تو **مَنَاكِبِ** بعض نے اس کا ترجمہ اس کی بلندیاں بھی کی ہیں بعض نے اس کا ترجمہ اس کی وادیاں کی ہیں۔ اس کے راستے کئے ہیں گویا کہ پوری زمین اللہ نے ہمارے لئے مسخر کر دی ہے۔ تو زمین کس کے قبضے میں ہے؟ انسان کے قبضے میں ہے پھر دوسری بات آپ دیکھیں کہ صرف میں اور آپ ہی نہیں بلکہ جتنے بھی اور جاندار ہیں وہ بھی اس میں سے رزق کھائیں یہاں پہ کیا فرمایا کہ **وَكُلُوا مِنْ رِزْقِهِ** اللہ کا دیا ہوا رزق کھاؤ تو اللہ تعالیٰ کہہ رہے ہیں کہ زمین خود بخود تمہارے تابع نہیں ہے ہم نے اس کو تمہارے تابع کیا ہے یہ میری حکمت اور قدرت کا کرشمہ ہے تو کیا کرو پھر اللہ کا دیا ہوا رزق کھاؤ اور زمین سے کونسا رزق انسان کھاتا ہے؟ آپ دیکھیں کہ جتنے بھی زمین کے اندر پہاڑ ہیں وہ بھی ہمارے لئے ایک رزق ہے زمین کے اوپر جتنے حیوان چلتے ہیں وہ بھی ہمارے لئے رزق ہیں زمین پر جتنے پودے ہیں وہ بھی ہمارے لئے رزق ہیں تو گویا کہ ساری چیزیں نباتات، حیوانات، جمادات جو کچھ بھی اللہ تعالی نے زمین میں پیدا کیا وہ ہمارے لئے پیدا کیا ہے اور ہر پودے کی زندگی میں جو carbon dioxide ہے جو ہوا میں موجود ہوتی ہے انسان اس کو چھوڑتاہے پودے اس کو لے لیتے ہیں اور پودوں کا عمل سورج کی روشنی میں مکمل ہوتا ہے۔ درختوں کے پتے دراصل درختوں کے پھیپھڑے ہیں یہ سورج کی روشنی میں اس قابل ہوتے ہیں کہ carbon dioxide کو جذب کریں اور carbon dioxide کو oxygen سے علیحدہ کر دیں اور oxygen کو واپس کر دیں کیونکہ oxygen اور carbon ملی ہوئی ہوتی ہے اب جب سورج کی روشنی آتی ہے تو یہ carbon dioxide کو hydrogen کے ساتھ ملاتے ہیں جسے جڑوں کے ذریعے پودا پانی کی شکل میں اخذ کرتا ہے پھر پانی کی oxygen اور hydrogen کی علیحدگی ہو جاتی ہے اور پھر اس میں سے انسان oxygen لے لیتا ہے اور پھر پودے لے لیتے ہیں پھر اسی طرح یہ سائنس کی ایک کتاب ہے **"سائنس ایمان کی دعوت دیتی ہے"** یہ محمود صالح فلکی کی کتاب کا اردو ترجمہ ہے بہت خوبصورت اس میں انہوں نے dioxide carbon دلائل دیے ہیں اس میں وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ تمام نباتات تمام جنگلات تمام جھاڑیاں پانی پر پائی جانے والی کائی تمام فصلیں دراصل کاربن اور پانی سے مل کر بنتی ہیں پھر وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ nitrogen کا بھی زمین کے رزق کے ساتھ گہرا تعلق ہے پھر وہ یہ بھی بتاتے ہیں کہ ہم hydrogen کو سانس کے ذریعے جذب نہیں کر سکتے بلکہ کیا ہے کہ اللہ تعالی نے ایسا ایک عمل رکھا ہے کہ ہمارے لئے نباتات، حیوانی زندگی کے ذریعے سے خود بخود یہ چیز قابل عمل ہو جاتی ہے تو رزق کی اگر آپ وضاحت کرنا چاہیں اس کو سمجھنا چاہیں تو اس کی بڑی تفصیل ہے جو ہمارے سامنے آتی ہے کہ پودے ہوائیں بارش اور اس کے علاوہ یہ جانور تو پوری کی پوری زمین اس پر اللہ تعالی نے بے شمار قسم کی پیداوار میرے اور آپ کے لئے رکھی اور آپ دیکھیں کہ موسم بدلتے ہیں پھل بدل جاتے ہیں اور اسی طرح اجناس جو ہم کھاتے ہیں وہ مختلف ہوتی ہے کبھی چاول کبھی گندم کبھی مکئ کبھی باجرہ تو زمین کی دلیل دے کر رزق کی دلیل دے کر کہا **وَإِلَيْهِ النُّشُورُ** کہ پھر تمہیں اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔ جو تمہارا خالق ہے وہی تمہارا مالک بھی ہے وہی روز جزا کا مالک ہے اس کی طرف تمہیں لوٹ

کر جانا ہے زندہ ہو کر جانا ہے تو کیا بات ہے کہ جب زمین پر چلو پھرو اس کا دیا ہوا رزق کھاؤ تو اس اللہ کو پھر بھول نہ جاؤ اب مزید کہا

آیت نمبر 16۔ أَأَمِنْتُمْ مَنْ فِي السَّمَاءِ أَنْ يَخْسِفَ بِكُمُ الْأَرْضَ فَإِذَا هِيَ تَمُورُ

ترجمہ۔ کیا تم اِس سے بے خوف ہو کہ وہ جو آسمان میں ہے تمہیں زمین میں دھنسا دے اور یکایک یہ زمین ہچکولے کھانے لگے؟

أَأَمِنْتُمْ مَنْ فِي السَّمَاءِ کیا تم اس بات سے امن میں ہو وہ جو آسمان میں ہے اس کے معنی کیا ہیں؟ کہ کیا تم بے خوف ہو جو کچھ آسمان میں ہے تو اصل میں یہاں پر اللہ تعالیٰ کی طرف توجہ دلائی جارہی ہے کہ تم زمین پر رہ رہے ہو اور کھا رہے ہو مزے کر رہے ہو وہ جو عرش پر جلوہ گر ہے کیا تم اس کو بھول گئے ہو اس کا یہ نہیں مطلب کہ اللہ تعالیٰ بس صرف اوپر ہی ہے لیکن آپ کو یہ بات تو پتہ ہی ہے کہ ایک طرف سورۃ البقرہ میں اللہ تعالیٰ کہتے ہیں **فَأَيْنَمَا تُوَلُّوا فَثَمَّ وَجْهُ اللهِ (115-البقرہ)** کہ تم جدھر بھی رخ کرو گے اسی طرف اللہ کا رخ ہے دوسری طرف اللہ تعالیٰ قرآن میں بھی یہ کہتے ہیں کہ **مَنْ فِي السَّمَاءِ** یہاں پر **أَأَمِنْتُمْ مَنْ فِي السَّمَاءِ** کہ وہ رب جو کے آسمان میں ہے کیا تم اس سے بے خوف ہو اصل میں یہ انسان کی فطرت میں ہے کہ جب وہ اللہ کا تصور کرتا ہے تو انسان کا تصور بلندی کی طرف جاتا ہے آسمان کی طرف جاتا ہے تو اسی لئے یہاں پر یہ بات کہی گئی لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ اللہ تعالیٰ صرف ایک جگہ پر ہے اللہ تعالیٰ ہر جگہ پر ہے

ؔ تم میرے پاس ہوتے ہو گویا جب کوئی دوسرا نہیں ہوتا

تو یہاں پر کافروں کو اور اللہ کے نافرمانوں کو اور چھپ چھپ کر گناہ کرنے والوں کو اور ظاہری طور پر گناہ کرنے والوں کو ڈرایا جا رہا ہے کہ وہ ذات جو آسمانوں پر ہے کیا تم اس سے ڈرتے نہیں ہو تمہیں اس سے ڈرنا چاہئے کیا تم اس سے بے خوف ہو گئے ہو **أَمِنْ** بے خوف ہونا **أَأَمِنْتُمْ مَنْ فِي السَّمَاءِ** کیا تم اس سے بے خوف ہو جو آسمان میں ہے **أَنْ يَخْسِفَ** کہ وہ تمہیں دھنسا دے اور **خَسِفَ** کے معنی کیا ہوتے ہیں؟ کہ کسی کا زمین کے اندر ہی دھنس جانا تو اب آپ دیکھ لیں کہ چونکہ زمین پر چل رہے ہیں اللہ کا رزق کھا رہے ہیں اور کر رہے ہیں اللہ کی نافرمانی تو اللہ اسی زمین کے اندر تمہیں دھنسا دیتا ہے **بِكُمُ الْأَرْضَ** زمین میں **فَإِذَا هِيَ تَمُورُ** اور یکایک یہ زمین ہچکولے کھانے لگے اور آپ پڑھ ہی چکی ہیں کہ **مَوْرًا (م و ر)** کے معنی کیا ہوتے ہیں کپکپانا کانپنا اور یہ لفظ آپ پیچھے پڑھ چکی ہیں **مَوْرًا (9۔ سورۃالطور)**میں بہرحال تو وہاں پہ جب آپ نے یہ لفظ پڑھا تو اس کے کیا معنی پڑھے تھے۔ حرکت ہونا، ہلنا اور ایسے ہلنا کہ جس کے اندر اضطراب پایا جائے یعنی کانپنا اور پھر بری طرح کانپنا تو اللہ تعالیٰ کہہ رہے ہیں کہ کیا تم اس چیز سے بےخوف ہو گئے ہو کہ اللہ تعالیٰ ایسا کرے کہ زمین بری طرح ہچکولے کھانے لگے **يَوْمَ تَمُورُ السَّمَاءُ مَوْرًا (9۔ سورۃ الطور)**کہ جس دن آسمان لرزنے لگے کپکپا کر اور کہتے ہیں کہ اس کے بنیادی معنی حرکت اور تیز رفتاری کے ہیں غبار بن کر ہوا میں کسی کا اڑ جانا یا پھر کسی چیز کا تیز رفتاری کی وجہ سے آگے پیچھے ہلنا، لرزنا، توازن کھو دینا تو۔ ” جنگل میں مور ناچا کس نے دیکھا“ تو مور بھی کیا کرتا ہے کہ تیزی سے حرکت کرتا ہے تو یہاں پہ کہا جا رہا ہے کہ تمہیں وہ زمین میں دھنسا دے اور یکایک یہ زمین ہچکولے کھانے لگے تو ایک طرف زمین کا ذکر آیا دوسری طرف آسمان کا

آیت نمبر17۔ أَمْ أَمِنْتُمْ مَنْ فِي السَّمَاءِ أَنْ يُرْسِلَ عَلَيْكُمْ حَاصِبًا ۖ فَسَتَعْلَمُونَ كَيْفَ نَذِيرِ
ترجمہ۔ کیا تم اِس سے بے خوف ہو کہ وہ جو آسمان میں ہے تم پر پتھراؤ کرنے والی ہوا بھیج دے؟ پھر تمہیں معلوم ہو جائے گا کہ میری تنبیہ کیسی ہوتی ہے

أَمْ أَمِنْتُمْ مَنْ فِي السَّمَاءِ کیا تم اس سے بے خوف ہو کہ جو آسمان میں ہے **أَنْ يُرْسِلَ عَلَيْكُمْ حَاصِبًا** کہ وہ تم پر پتھراؤ کرنے والی ہوا بھیج دے تو اب کہا جا رہا ہے کہ تم پر پتھراؤ کرنے والی ہوا بھیج دے تو **حَاصِب** ایسی ہوا کو کہتے ہیں جس کے اندر پتھر ہوں۔ کہ تم پر پتھروں کی بارش کر دے کہاں سے آسمان سے تو یہاں پر بھی اللہ تعالیٰ ڈرا رہے ہیں **فَسَتَعْلَمُونَ كَيْفَ نَذِيرِ** پھر تمہیں معلوم ہو جائے گا کہ میری تنبیہ کیسی ہے میرا ڈراوا کیسا ہے تو زمین اور آسمان دونوں کی طرف توجہ دلا کر اللہ تعالیٰ نے ڈرایا ہے۔ قوم لوط پر کس کی بارش ہوئی تھی؟ پتھروں کی اور اصحاب الفیل پر کس کی بارش ہوئی تھی؟ پتھروں کی بارش ہوئی تھی اور آپ دیکھ لیں کہ ابرہہ اور اس کا لشکر جو ہاتھی والے تھے ان کا بھی کیا انجام ہوا اور قوم لوط کا کیا انجام ہوا تو وہ اللہ جیسے چاہے تمہیں نیست و نابود کر کے رکھ دے **فَسَتَعْلَمُونَ كَيْفَ نَذِيرِ** پھر تمہیں پتہ چلے گا کہ میرا ڈراوا کیسا ہے میری تنبیہ کیسی ہوتی ہے تنبیہ سے مراد کیا ہے؟ **نَذِيرِ۔** کہتے ہیں کہ اس کے معنی ہیں کہ وہ تنبیہ جو رسول ﷺ نے اہل مکہ کو کی اور اس سے مراد ہے قرآن پاک کے ذریعے کفار مکہ کو جو تنبیہ کی جا رہی تھی کہ اگر تم ایمان نہیں لاؤ گے تو تمہیں نیست و نابود کر دیا جائے گا

آیت نمبر 18۔ وَلَقَدْ كَذَّبَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَكَيْفَ كَانَ نَكِيرِ
ترجمہ۔ اِن سے پہلے گزرے ہوئے لوگ جھٹلا چکے ہیں پھر دیکھ لو کہ میری گرفت کیسی سخت تھی

وَلَقَدْ كَذَّبَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ اور تحقیق جھٹلایا، کن لوگوں نے جھٹلایا؟ ان سے پہلے لوگوں نے بھی جھٹلایا تھا **مِنْ قَبْلِهِمْ** جو اہل مکہ سے پہلے تھے **فَكَيْفَ كَانَ نَكِيرِ** پھر کیسا تھا ان پر میرا عذاب میری پکڑ کیسی تھی تو صرف انہوں نے نہیں جھٹلایا قوم لوط، اصحاب الفیل اور بہت سی قوموں نے جھٹلایا اور پھر اللہ کا کیسا عذاب ان پر آیا کیسی تھی پھرمیری گرفت؟ جن قوموں نے اللہ رب العزت کو جھٹلایا تو اللہ تعالی نے ان کی سخت گرفت کی پھر زمین اور آسمان کے بعد پرندوں کی طرف توجہ دلائی جا رہی ہے

آیت نمبر 19۔ أَوَلَمْ يَرَوْا إِلَى الطَّيْرِ فَوْقَهُمْ صَافَّاتٍ وَيَقْبِضْنَ ۚ مَا يُمْسِكُهُنَّ إِلَّا الرَّحْمَٰنُ ۚ إِنَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ بَصِيرٌ
ترجمہ۔ کیا یہ لو گ اپنے اوپر اڑنے والے پرندوں کو پر پھیلائے اور سکیڑتے نہیں دیکھتے؟ رحمان کے سوا کوئی نہیں جو انہیں تھامے ہوئے ہو وہی ہر چیز کا نگہبان ہے

اور **الطَّيْرِ** اسم جنس ہے کیا یہ پرندوں کو نہیں دیکھتے ہم اپنے اوپر پرندوں کی حالت کیا ہوتی ہے؟ **صَافَّاتٍ** وہ پر پھیلائے ہوئے اب **صَافَّاتٍ** یہاں پر استعمال کیا گیا ہے **صَافَّات** کے معنی کیا ہوتے ہیں **(ص ف ف)** اور بالکل ایک لائن کے اندر ایک قطار کے اندر۔ تو کیا یہ لوگ پرندوں کو نہیں دیکھتے کہ کس طرح وہ صف بنائے ہوتے ہیں اور صف بھی کہاں پہ آسمان پر ان کے سروں کے اوپر اور وہ ایک ایک پرندہ ہوا میں جب اڑ رہا ہوتا ہے تو اپنے پروں کو پھیلائے ہوئے ہوتا ہے اور پھر لائن بھی بنائے ہوئے ہوتا ہے **صَافَّاتٍ** پر پھیلائے ہوئے **وَيَقْبِضْنَ** اور **(ق ب ض)** یہاں پہ **صف** کا متضاد آیا ہے تو صف

کیسے ان کی بنتی ہے؟ جب وہ پرندے کیا کرتے ہیں کہ سیدھی قطار بناتے ہیں کیونکہ **(ص ف ف)** کے معنی ہیں ہر شئے کی سیدھی قطار تو **صفَّ الطَّائِرُ** کے معنی ہیں پرندوں نے اپنی اڑان میں اپنے پروں کو قطار کی طرح سیدھا کر دیا پرندوں کا اپنے پروں کو ہوا میں پھیلا دینا بالکل بے حرکت بنا دینا۔ کئی دفعہ مجھے اتفاق ہوا آپ کبھی عصر کے وقت بچوں کو پارک لے کر جائیں اور اس وقت دیکھیں پرندوں کی اڑان اور ایک پرندہ ان کی رہنمائی کر رہا ہوتا ہے اور باقی بالکل ایک قطار میں پروں کو پھیلائے اڑ رہے ہوتے ہیں اور پر پھیلائے پھیلائے پھر اپنے پروں کو سکیڑ بھی لیتے ہیں اس کو یہاں پہ کہا گیا ہے **وَيَقْبِضْنَ** جیسے کسی چیز کو مٹھی میں لے لینا قبضے میں لے لینا بند کر لینا پھر کیا کرتے ہیں جو آگے رہنمائی کرنے والا پرندہ ہوتا ہے جب وہ تھک جاتا ہے وہ پیچھے آ جاتا ہے اور پیچھے جو پرندہ ہوتا ہے وہ آگے چلا جاتا ہے ایک ان کے اندر نظم وضبط ہوتا ہے اور کمپیوٹر پر بھی آپ اس کو دیکھیں تو آپ کو پتہ چلے گا کہ کیسے ان کی اڑان ہے اور کیسے ان کی پرواز ہے لیکن اس کے اندر ایک جو نظم و ضبط ہے کہ اڑنے والے پرندے پر پھیلاتے بھی ہیں اور سکیڑتے بھی ہیں اللہ تعالیٰ کہتا ہے انسان کیا تو ان پرندوں کو نہیں دیکھتا۔ **مَا يُمْسِكُهُنَّ** کوئی بھی ان کو نہیں تھامتا **إِلَّا الرَّحْمَٰنُ ۚ** مگر رحمان تو آپ کو پتہ ہی ہے کہ **(م س ک)** کے معنی کیا ہیں؟ موجود چیز کو روک لینا **اِمسک** عورت کے لئے آیا تھا کہ یا اس کو رخصت کر دے یا تو اس کو روک لے۔ جیسے کسی چیز کے ساتھ چمٹ جانا، اس کو مضبوطی سے پکڑ لینا تو اِن پرندوں کو ہواؤں میں فضاؤں میں کون پکڑے ہوئے ہیں کون تھامے ہوئے ہیں؟ ہر پرندے کو اُڑنے کا طریقہ کس نے سکھایا؟ پرندوں کو ہوا کے قانون کا پابند کس نے بنایا؟ اتنے بھاری جسم ہوتے ہیں پرندوں کے لیکن وہ زمین پر گرتے نہیں ہیں ایک کشش ثقل ہے کہ پرندے اوپر اڑ رہے ہوتے ہیں صف بندی کر رہے ہوتے ہیں اور اُن کے اندر ایک خوبصورتی بھی ہے ایک عجیب تماشا ہے کمال ہے جمال ہے اس میں یکجہتی ہے یہ سب کون کرتا ہے؟ **إِلَّا الرَّحْمَٰنُ ۚ** سوائے رحمان کے، اللہ ہی کرتا ہے **إِنَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ بَصِيرٌ** وہ ہی ہر چیز کا نگہبان ہے۔ پرندے ہی نہیں آسمان ہی نہیں زمین ہی نہیں بلکہ کائنات کی ایک ایک چیز کا اللہ نگہبان ہے اللہ تعالی ہر مخلوق کی ضروریات کو پورا کر رہا ہے

آیت نمبر 20۔ أَمَّنْ هَٰذَا الَّذِي هُوَ جُنْدٌ لَكُمْ يَنْصُرُكُمْ مِنْ دُونِ الرَّحْمَٰنِ ۚ إِنِ الْكَافِرُونَ إِلَّا فِي غُرُورٍ

ترجمہ۔ بتاؤ، آخر وہ کونسا لشکر تمہارے پاس ہے جو رحمان کے مقابلے میں تمہاری مدد کر سکتا ہے؟ حقیقت یہ ہے کہ منکرین دھوکے میں پڑے ہوئے ہیں

أَمَّنْ هَٰذَا الَّذِي پھر ایک سوال ہے جو مزید سامنے رکھا ہے بھلا کون ہے **هُوَ جُنْدٌ لَكُمْ** وہ لشکر تمہارا، اللہ تعالی پوچھ رہے ہیں کہ یہ جو منکرین جو اللہ کا انکار کرتے ہیں بھلا ان کے پاس کوئی لشکر ہے **يَنْصُرُكُمْ** کہ مدد کرے تمہاری **مِنْ دُونِ الرَّحْمَٰنِ** اللہ کے سوا تو اہل مکہ سے پوچھا جا رہا ہے کیا اللہ کے سوا بھی تمہارا کوئی لشکر ہے جو تمہاری مدد کرسکے تو یہ لوگ دھوکے میں کیوں پڑے ہوئے ہیں اس کے معنی یہ ہیں کہ جیسے اہل مکہ یہ سمجھتے تھے کہ فلاں پیر فلاں ولی یا فلاں خدا ہماری مدد کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ پوچھ رہے ہیں کہ کوئی ہے اللہ کے سوا جو تمہاری مدد کرے تم کس دھوکے میں پڑے ہو اگر اللہ زمین سے رزق دینا بند کر دے تو کون ہے جو تمہاری مدد کرے۔ **إِنِ الْكَافِرُونَ إِلَّا فِي غُرُورٍ** نہیں ہیں کافر مگر دھوکے میں **غُرُورٍ** تو یہاں پہ بتایا جارہا ہے کہ کافر دھوکے میں ہیں بڑی اہم حقیقت کی طرف اشارہ کیا ہے اور انسانوں کو دھوکے میں کون مبتلا کرتا ہے ؟ شیطان دھوکے میں مبتلا کرتا ہے تو یہاں پہ ایک طرف **جُنْدٌ** کا لفظ استعمال کیا اور دوسری طرف **غُرُورٍ** اس کے معنی اصل میں یہ ہیں

کہ کافروں کے لشکر اور جتھے اللہ کے عذاب سے ان کو بچا نہیں سکیں گے اللہ جب ان کو پکڑے گا تو شیطان جو آج کہتا ہے کہ میں تمھارے ساتھ ہوں اور دھوکہ دیتا ہے تو یہ ان کو بچا نہیں سکے گا اور نفس بھی ہو سکتا ہے اور ان کے دوست بھی ہو سکتے ہیں اور صرف اہل مکہ نہیں آج کے لوگوں کے پر بھی یہ آیات پوری اترتی ہیں وہ لوگ جو کہ اللہ کی نافرمانی کرتے ہیں پھر اس کے بعد اللہ رب العزت ایک اور سوال سامنے رکھتے ہیں

آیت نمبر 21۔ أَمَّنْ هَٰذَا الَّذِي يَرْزُقُكُمْ إِنْ أَمْسَكَ رِزْقَهُ ۚ بَلْ لَجُّوا فِي عُتُوٍّ وَنُفُورٍ
ترجمہ۔ یا پھر بتاؤ، کون ہے جو تمہیں رزق دے سکتا ہے اگر رحمانؐ اپنا رزق روک لے؟ دراصل یہ لوگ سر کشی اور حق سے گریز پر اڑے ہوئے ہیں

أَمَّنْ هَٰذَا الَّذِي بھلا کون ہے وہ **الَّذِي** جو **يَرْزُقُكُمْ** رزق دے تمہیں **إِنْ أَمْسَكَ رِزْقَهُ** اگر اللہ رزق دینا روک لے تو کوئی ہے جو تمہیں رزق دے **بَلْ لَجُّوا** بلکہ وہ **لَجّ** میں ہیں بلکہ وہ اڑے ہوئے ہیں جمے ہوئے ہیں **فِي عُتُوٍّ** سرکشی میں **وَنُفُورٍ** اور بھاگنے میں اب آپ دیکھ لیں کہ یہاں پہ **لَجُّوا** استعمال کیا گیا ہے اور **لَجُّوا** کے معنی کیا ہیں آپ پہلے بھی پڑھ چکی ہیں **لُجَّةٌ (ل ج ج)** سے ہے پانی کی گہرائی پانی کا اتنا گہرا ہونا کہ جہاں پانی سب سے زیادہ گہرا ہو **لُجَّةُ الْبَحْرِ۔ بَحْرٍ لُّجِّيٍّ (40۔ النور)** گہرے سمندر کی تہہ آپ پہلے بھی پڑھ چکی ہیں گہرا دریا یا سمندر **لُجَّةٌ** سمندر کی یا پانی کی انتہائی گہرائی کے لئے کہا جاتا ہے تو اب یہ (مشرکین) کہاں پہ ہیں؟ یہ بہت زیادہ گہرائی کے اندر ہیں بہت آگے تک چلے گئے ہیں کس میں؟ **فِي عُتُوٍّ** سرکشی میں اور آپ یہ لفظ پیچھے بھی پڑھ چکی ہیں **(ع ت و)** آپ نے پڑھا تھا **عَتَتْ (8۔ الطلاق)** تو **عَتَتْ** کے معنی کیا ہیں ؟ سرکشی اور طغیانی تو وہ لوگ **عُتُوٍّ** سرکشی میں بہت گہرائی میں چلے گئے ہیں **وَنُفُورٍ** اور یہ مصدر ہے اس کا مطلب ہے بھاگنا دور ہونا اور **(ن ف ر)** سے ہے یہ لفظ تو یہ لوگ اور زیادہ بھاگ رہے ہیں اور زیادہ دور ہو رہے ہیں سرکشی میں اور بدکنے میں یہ اڑے ہوئے ہیں جیسے کسی پر نصیحت کا کوئی اثر ہی نہ ہو پھر اس کے بعد ایک اور دلیل دی ہے

آیت نمبر 22۔ أَفَمَنْ يَمْشِي مُكِبًّا عَلَىٰ وَجْهِهِ أَهْدَىٰ أَمَّنْ يَمْشِي سَوِيًّا عَلَىٰ صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ
ترجمہ۔ بھلا سوچو، جو شخص منہ اوندھائے چل رہا ہو وہ زیادہ صحیح راہ پانے والا ہے یا وہ جو سر اٹھائے سیدھا ایک ہموار سڑک پر چل رہا ہو؟

أَفَمَنْ يَمْشِي اچھا وہ شخص جو چلتا ہے **مُكِبًّا** یہ اوندھے کے لئے استعمال کیا جاتا ہے اور **مُكِبًّا** اس کا مصدر ہے **اِكْبَاب(ک ب ب)** اس کے معنی کیا ہوتے ہیں جیسے سر نیچے کر دیا جائے اور پاؤں کو اوپر کر دیا جائے عام طور پہ ہوتا کیا ہے کہ پاؤں سے چلا جاتا ہے تو پاؤں کی بجائے اگر کوئی سر کے بل چلے تو اس کے لئے یہ لفظ استعمال کیا جاتا ہے جیسے عقل کا استعمال کر کے کسی کو بات کو سمجھ لینا چاہئے تو اگر بات کو کوئی سمجھے ہی نا تو اس وقت اس لفظ کا استعمال کیا جاتا ہے کہ گویا کہ یہ لوگ الٹے ہو گئے ہیں **مُكِبًّا** یہ گرے ہوئے ہیں یہ اوندھے ہیں اور یہاں پہ دراصل یہ کفر کرنا کیا ہے یہ توحید کا انکار کرنا ہے اور ایسے ہے جیسے کہ سیدھے راستے کی بجائے کوئی شخص پھر الٹا چلنا شروع کر دے اور اللہ کو یہ عمل بہت ناپسند ہے تو اس کا مادہ کیا ہے **(ک ب ب)** آپ پہلے بھی اس کو پڑھ چکی ہیں اور اس کے معنی کیا ہیں کہ کسی کو الٹ دینا **كَبَّ** آپ نے پیچھے پڑھا تھا **فَكُبْكِبُوافِيہا (94۔الشعراء)** کہ جھنم میں ان کو الٹا کر کے ڈال دیا جائے گا تو یہ وہی لفظ ہے کہ یہ کیا کر رہے ہیں یہ

لوگ اؤندھے ہیں الٹے ہیں **عَلَىٰ وَجْهِهِ** اپنے منہ کے بل **أَهْدَىٰ** زیادہ سیدھے راستے پر ہے۔ اب یہ جو الٹے منہ چل رہا ہے یعنی پاؤں کی بجائے اپنے منہ کے بل چل رہا ہے یہ سیدھے راستے پر ہے یا پھر وہ **أَهْدَىٰ** زیادہ ہدایت پر ہے **أَمَّنْ** وہ شخص جو **يَمْشِي** چلتا ہے **سَوِيًّا** سیدھا پاؤں کے بل چلتا ہے یا صراط مستقیم پر چلتا ہے **عَلَىٰ صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ** سیدھے راستے پر تو ایک طرف یہ ہیں مفسرین کہتے ہیں کہ یہاں پر مومن اور کافر کی کیفیت بتائی گئی ہے تو اللہ کو کیا پسند ہے کہ سیدھے راستے پر چلنا اللہ کو الٹے راستے پر چلنا تو پسند نہیں ہے اب یہاں پر ایک طرف کہا جا رہا ہے کہ ایک ہے سر کے بل چلنے والا یہ ہے الٹا چلنے والا کافر اور دوسرا ہے صراط مستقیم پر چلنے والا اور یہ ہے مومن ان دونوں کی اس آیت میں مثال دی گئی ہے ان کی کیفیت بتائی گئی ہے کہ وہ لوگ جو دنیا میں الٹے چلتے رہے صراط مستقیم پر نہیں چلتے رہے تو قیامت والے دن ان کی حالت کیا ہوگی؟ قیامت والے دن ان کو منہ کے بل جہنم میں لے جایا جائے گا **وَنَحْشُرُهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَلَىٰ وُجُوهِهِمْ عُمْيًا وَبُكْمًا (97۔ بنی اسرائیل)** کو آپ دلیل میں لے سکتی ہیں کہ قیامت والے دن منہ کے بل ان کو اکٹھا کیا جائے گا اور یہ بڑا ہی سخت وقت ہوگا کہ ان کو منہ کے بل اکٹھا کیا جائے اور آپ سوچیں کہ کسی کو منہ کے بل چلانا چلایا جائے اور بعض لوگ کھیل میں اور ورزش میں اپنے آپ کو اگر الٹا کریں تو کیا حال ہوتا ہے اور اس دن ان کو مجبور کیا جائے گا کہ یہ سر کے بل چلنا شروع کریں **أَفَمَنْ يَمْشِي مُكِبًّا عَلَىٰ وَجْهِهِ** بھلاسوچو جو شخص اوندھے منہ چل رہا ہو **أَهْدَىٰ** وہ زیادہ صحیح راہ پانے والا ہے **أَمَّنْ يَمْشِي سَوِيًّا** یَا وہ جو سر اُٹھائے سیدھا چل رہا ہے **عَلَىٰ صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ** ایک ہموار سڑک پر اور **صِرَاطٍ مُسْتَقِيم** کیا ہے **اهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ (6۔ الفاتحہ)** دینِ اسلام تو رسول اللہ ﷺ نے مکی دور میں جب توحید کی دعوت دی جب آخرت کی دعوت دی تو اُس وقت حال کیا تھا کہ ہر شخص اسلام کی دعوت سے جو متعارف ہو رہا تھا ہر شخص اسلام کو سمجھ رہا تھا اور اتنا خوبصورت انداز تھا رسول اللہ ﷺ کا دعوت دینے کا کہ مولانا حالی نے بھی کہا

ے وہ بجلی کا کڑکا تھا یا صوت ہادی
عرب کی زمین جس نے ساری ہلا دی

اب یہاں پہ پھر ڈرایا جا رہا ہے اور اتنی خوبصورت مثال ہے ایک آیت کے اندر کافر اور مومن کی تصویر کھینچی گئی ہے اور پوری بات کو سمیٹ کر رکھ دیا گیا ہے کہ اس طرح انسان کے دو کردار ہیں دنیا میں دو رویے ہیں پھر فرمایا

آیت نمبر 23۔ قُلْ هُوَ الَّذِي أَنْشَأَكُمْ وَجَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْأَبْصَارَ وَالْأَفْئِدَةَ ۖ قَلِيلًا مَا تَشْكُرُونَ

ترجمہ۔ اِن سے کہو اللہ ہی ہے جس نے تمہیں پیدا کیا، تم کو سننے اور دیکھنے کی طاقتیں دیں اور سوچنے سمجھنے والے دل دیے، مگر تم کم ہی شکر ادا کرتے ہو

قُلْ کہہ دیجئے **هُوَ الَّذِي** جس نے **أَنْشَأَكُمْ** اس کے معنی کیا ہوتے ہیں ؟ پیدا کیا تم کو اور وہ اللہ جس نے پیدا کیا تم کو **وَجَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْأَبْصَارَ وَالْأَفْئِدَةَ** اور دیئے تمہیں اور بنا دیئے تمہارے لئے **السَّمْعَ** سننا **وَالْأَبْصَارَ** اور دیکھنے کی طاقتیں **بَصَرَ** سے ہے **وَالْأَفْئِدَةَ** اور فواد کیا ہے؟ دل۔ کیا کہا کہ وہ اللہ جس نے تم کو سننے دیکھنے اور سوچنے سمجھنے والے دل دے دیئے **ۖقَلِيلًا مَا تَشْكُرُونَ** مگر تم شکر کم ہی ادا کرتے ہو تو مقصد کیا ہے بتانے کا انسان تجھے جانور نہیں بنایا اور لوگ کہتے ہیں کہ 5حواس خمسہ ہوتے ہیں یہاں پہ صرف تین کا ذکر کیا گیا اور ہم بہت زیادہ ان کا استعمال کرتے ہیں اور مقصد کیا ہے ان تین نعمتوں کا ذکر کرنے کا؟ کہ اللہ نے کان اس لئے دیئے تاکہ تم ہدایت کی باتیں سنو قرآن کو سنو

رسول کی باتیں سنو **وَالْأَبْصَارَ** تمہیں آنکھیں اس لئے دیں تاکہ تم صرف ظاہر کو نہ دیکھو بلکہ تمہارے اندر بصیرت ہونی چاہئے آنکھیں تو سب کے پاس ہیں بصیرت سب کے پاس نہیں ہے **وَالْأَفْئِدَةَ** اور قلب نہیں کہا **وَالْأَفْئِدَةَ** کہا تو دل کے اندر جو کیفیت ہوتی ہے انسان کی کہ جس سے انسان محسوس کرتا ہے ادراک کرتا ہے تو یہاں یہ بھی تو اللہ تعالیٰ کہہ سکتے تھے نا کہ **اُذُن** دے دئیے **اَعْیُن** دے دیں اور قلب دے دئیے تو **اُذُن** کے اندر سماعت ہوتی ہے **اَعْیُن** کے اندر بصیرت ہوتی ہے اور قلوب کے اندر **الْأَفْئِدَةَ** ہوتی ہے یہ جو اندر طاقتیں ہیں کہا یہ ساری تمہیں اس لئے دی تاکہ تم میرا شکر ادا کرتے تم مجھے پہچانتے لیکن افسوس **قَلِيلًا مَا تَشْكُرُونَ** کہ تم کم ہی شکر ادا کرتے ہو تم جانور بن جاتے ہو دل دماغ اور سماعت کی جو قوتیں ہیں ان کا استعمال ہی نہیں کرتے یہ بڑی خوبصورت دلیل ہے اور توجہ دلائی جا رہی ہے کہ اے لوگوں تم شکر گزار بن جاؤ تو لوگوں کے اندر شکر کی بہت کمی ہے اور خاص طور پر عورتیں بہت ناشکری ہیں شوہروں کی ناشکری پھر اللہ کی ناشکری اپنے والدین کی ناشکری اور کتنا عرصہ بھی کوئی نیکی کرتا رہے اگر کوئی روز ride دے ایک دن ride نہ دے تو کہتے ہیں گاڑی تھی لے کے چلی گئ مجھے پوچھا بھی نہیں روز کوئی سوداسلف لا دے ایک دن نہ لا کر دے کہتے ہیں sale لگی تھی چلی گئ مجھے تو پوچھا ہی نہیں اور اسی طرح والدین ساری زندگی کرتے ہیں لیکن جب والدین سے ملتے ہیں تو کہتے ہیں کہ والدین ہماری باجی کا زیادہ کرتے ہیں میرا نہیں کرتے چھوٹی بہن کا امی زیادہ کرتی ہیں مجھے نہیں پوچھتیں اور اسی طرح شوہر ساری زندگی خدمت کرتا ہے اور کما کے لا کے دیتا ہے اور پھر ہم کیا کہتے ہیں کہ تیرے گھر مجھے کوئی سکھ ہی نہ ملا اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ عورتوں تم اپنے شوہروں کی ناشکری کرنے والی نہ بنو اور آپ ﷺ نے معراج پر جب جہنم کو دیکھا تو آپ نے کہا کہ میں نے جہنم میں عورتوں کو زیادہ دیکھا تو ہمیں اس بات سے ڈرنا چاہئے آئیے ہم اللہ کی شکر گزاری کریں آئیے ہم اللہ کی پسندیدہ بندیاں بن جائیں اور صرف ہمیں ہی نہیں مردوں کوبھی اور لڑکوں اور لڑکیوں کوبھی گویا کہ تمام لوگوں کو اللہ کی شکر گزار ہونا چاہئے

آیت نمبر 24۔ قُلْ هُوَ الَّذِي ذَرَأَكُمْ فِي الْأَرْضِ وَإِلَيْهِ تُحْشَرُونَ

ترجمہ۔ اِن سے کہو، اللہ ہی ہے جس نے تمہیں زمین میں پھیلایا اور اسی کی طرف تم سمیٹے جاؤ گے

قُلْ کہہ دیجئے **هُوَ الَّذِي** وہی تو ہے جس نے **ذَرَأَكُمْ فِي الْأَرْضِ** تمہاری کاشت کی ہے زمین میں جس نے تمہیں زمین میں پھیلایا ہے یعنی زمین میں بیج بھی ڈالنا اور اس کو پھر پھیلا بھی دینا **وَإِلَيْهِ تُحْشَرُونَ** اور اسی کی طرف تم سمیٹے جاؤگے کسان زمین میں بیج ڈالتا ہے پتہ بھی نہیں چلتا بیج کہاں چلا جاتا ہے اور کئی اس میں سے اُگتے ہیں کئی اگتے بھی نہیں لیکن انسان چونکہ مٹی سے پیدا ہوا ہے تو کہا کہ تمہیں زمین میں پھیلا دیا اب دیکھیں نسل در نسل سسرال کا سلسلہ میکے کا پوتوں کا اور نواسوں کا ہے تو یہ سلسلے جو چل رہے ہیں یہ کس نے کیا ؟ اللہ نے انسان کو زمین میں پھیلا دیا اور کہا کہ تم زمین کے ہو کہ نہ رہ جاؤ زمین پر گھر بناؤ اور کھاؤ پیو اور گاڑیوں میں بیٹھو اور پھر اللہ کو بھول جاؤ یاد رکھنا **وَإِلَيْهِ تُحْشَرُونَ** اور اسی کی طرف تم لوٹائے بھی جاؤگے آیت 15 میں بھی یہی بات کہی تھی زمین کا ذکر رزق کا ذکر زمین کے مطیع ہونے کا ذکر کہ ذَلُولاً ہے اور **فَامْشُوا فِي مَنَاكِبِهَا وَكُلُوا مِنْ رِزْقِهِ وَإِلَيْهِ النُّشُورُ** اب آخر سورۃ کا آ رہا ہے پھر کہا جا رہا ہے **وَإِلَيْهِ تُحْشَرُونَ** اور اسی کی طرف تم سمیٹے جاؤگے مرنے کے بعد زمین کے گوشے گوشے سے تم گھیر کر لائے جاؤگے اور اللہ کے سامنے حاضر کر دیئے جاؤگے

آیت نمبر 25۔ وَيَقُولُونَ مَتَىٰ هَٰذَا الْوَعْدُ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ
ترجمہ۔ یہ کہتے ہیں "اگر تم سچے ہو تو بتاؤ یہ وعدہ کب پورا ہوگا؟"

اب یہاں سے ایک اور مضمون شروع ہو رہا ہے آپ دیکھ لیں کہ آیت نمبر 24 سے لے کر اب آخر تک کیا بتایا جا رہا ہے کہ تمہیں اللہ کے پاس حاضر ہونا ہے اور اہل مکہ کیا کہتے تھے **مَتَىٰ هَٰذَا الْوَعْدُ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ** اگر تم سچے ہو بتاؤ کہ یہ وعدہ کب پورا ہوگا قیامت کب آئے گی اب یہ نہیں کہ وہ اس کی تاریخ جان کر اس کی تیاری کرنا چاہتے تھے (بعض لوگ کہتے ہیں پرچہ کب ہوگا بعض طالبعلم بھی یہ پوچھتے ہیں اور جنہوں نے تیاری کرنی ہوتی ہیں ان کو تاریخ سے فرق نہیں پڑتا روز کا سبق روز یاد کرتے ہیں) تو اہل مکہ بھی یہ کہتے تھے کہ قیامت کب آئے گی یہ کہتے ہیں اگر تم سچے ہو بتاؤ یہ وعدہ کب پورا ہوگا **مَتَىٰ هَٰذَا الْوَعْدُ** کون سا وعدہ؟ قیامت کا وعدہ، عذاب کا وعدہ **إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ** اگر ہو تم سچے

آیت نمبر 26۔ قُلْ إِنَّمَا الْعِلْمُ عِنْدَ اللَّهِ وَإِنَّمَا أَنَا نَذِيرٌ مُبِينٌ
ترجمہ۔ کہو، "اِس کا علم تو اللہ کے پاس ہے، میں تو بس صاف صاف خبردار کر دینے والا ہوں"

قُلْ کہہ دیجئے **إِنَّمَا الْعِلْمُ عِنْدَ اللَّهِ** اس کا علم تو اللہ کے پاس ہے اللہ کو پتہ ہے قیامت کب آئے گی کیونکہ قیامت یہ غیب کے علوم میں سے ہے پیغمبر بھی نہیں جانتا **وَإِنَّمَا أَنَا نَذِيرٌ مُبِينٌ** اور میری حیثیت کیا ہے کہ میں تو بس صاف صاف خبردار کرنے والا ہوں اور آپ ایک بات یاد رکھیں کہ اہل مکہ کے سامنے رسول اللہ ﷺ نے مکی دور میں تین عقیدے خاص طور پر پیش کیے توحید ،رسالت اور آخرت۔ اللہ کو مانتے تھے پر ایک نہیں مانتے تھے شرک کرتے تھے رسول ﷺ کا انکار کیوں کیا؟ کہ بشر رسول نہیں ہو سکتا یہ چیز ان کے لئے بڑی اَچنبھَے کی بات تھی کہ کوئی فرشتہ ہونا چاہئے تھا پھر غریب تھے کوئی امیر ہونا چاہئے تھا کوئی سردار ہوتا طائف یا مکہ کا تیسری چیز جو ان کے لئے سب سے زیادہ حیرت کی بات تھی جس کا وہ قطعی انکار کر رہے تھے وہ یہ تھی کہ انسان جب مر جائے گا گل سڑ جائے گا تو دوبارہ زندہ کیسے کیا جائے گا وہ اس کو ماننے کیلئے تیار ہی نہیں تھے اس لئے آپ دیکھیں کہ مکی دور کی سورتوں میں بار بار توحید کے دلائل ہیں اور کائنات سے اور انسان کے جسم سے اور اردگرد کی حقیقتوں سے جو توجہ دلائی گئی ہے کہ اے انسان تم مروگے **وَإِلَيْهِ تُحْشَرُونَ** ، **وَإِلَيْهِ النُّشُورُ**اور تمہیں اکٹھا کیا جائے گا اب یہاں پہ بھی کہ وہ قیامت کا مذاق اڑاتے تھے اور کہتے تھے کہ اچھا پھر عذاب آتا کیوں نہیں وہ قیامت آتی کیوں نہیں ہم پکڑے کیوں نہیں جاتے تو کہا کہ آپ بتائیے کہ اللہ کے پاس علم ہے میں صاف صاف خبردار کرنے والا ہوں

آیت نمبر 27۔ فَلَمَّا رَأَوْهُ زُلْفَةً سِيئَتْ وُجُوهُ الَّذِينَ كَفَرُوا وَقِيلَ هَٰذَا الَّذِي كُنْتُمْ بِهِ تَدَّعُونَ
ترجمہ۔ پھر جب یہ اُس چیز کو قریب دیکھ لیں گے تو اُن سب لوگوں کے چہرے بگڑ جائیں گے جنہوں نے انکار کیا ہے، اور اُس وقت ان سے کہا جائے گا کہ یہی ہے وہ چیز جس کے لیے تم تقاضے کر رہے تھے

فَلَمَّا رَأَوْهُ پھر جب اس کو دیکھ لیں گے۔ کس کو؟ اس عذاب کو یا قیامت کو اس کو آتا دیکھ لیں گے **زُلْفَةً**۔ زلف کے معنی کیا ہوتے ہیں؟ قریب کے لئے آتا ہے کہ جب وہ عذاب کو یا اس چیز کو قریب دیکھ

لیں گے **سِيئَتْ (س و ء)** اس کا مادہ ہے۔ تو بگڑ جائیں گے **سِيئَتْ** خراب ہو جائیں گے **وُجُوهُ** چہرے تو چہرے بگڑ جائیں گے **الَّذِينَ** ان لوگوں کے چہرے ہی بگڑ جائیں گے **كَفَرُوا** جنہوں نے کفر کیا **وَقِيلَ** اور اس وقت ان سے کہا جائے گا **هَٰذَا الَّذِي كُنْتُمْ بِهِ تَدَّعُونَ** یہی ہے وہ چیز جس کا تم تقاضا کرتے تھے تو **تَدَّعُونَ (د ع و)** اور اس کا مطلب ہے پکارنا مانگنا اور مبالغے کا صیغہ ہے کہ کسی چیز کو پکار کر مانگنا تو یہ ہے وہ عذاب اور یہ ہے وہ قیامت جس کا تم نے انکار کیا اور تم تو پکار پکار کر اس کا تقاضا کرتے تھے تم اس کو مانگتے تھے جیسے پھانسی کے تختے کی طرف جب مجرم کو لے جایا جائے تو کیسے اس کا چہرہ تبدیل ہو جاتا ہے اور اب آپ دیکھ لیں کہ یہاں یہ کہا جا رہا ہے کہ ایک طرف ان کے چہرے بدل جائیں گے اور دوسری طرف ان سے کہا جائے گا یہ ہے وہ عذاب یہ ہے وہ قیامت جس کا تم مطالبہ کیا کرتے تھے

آیت نمبر 28۔ قُلْ أَرَأَيْتُمْ إِنْ أَهْلَكَنِيَ اللَّهُ وَمَنْ مَعِيَ أَوْ رَحِمَنَا فَمَنْ يُجِيرُ الْكَافِرِينَ مِنْ عَذَابٍ أَلِيمٍ
ترجمہ۔ اِن سے کہو، کبھی تم نے یہ بھی سوچا کہ اللہ خواہ مجھے اور میرے ساتھیوں کو ہلاک کر دے یا ہم پر رحم کرے، کافروں کو دردناک عذاب سے کون بچا لے گا؟

قُلْ أَرَأَيْتُمْ آپ اے نبی ﷺ ان سے کہیے **إِنْ أَهْلَكَنِيَ اللَّهُ** اگر ہلاک کردے مجھے اللہ **وَمَنْ مَعِيَ** اور جو میرے ساتھ ہیں **أَوْ رَحِمَنَا** یا رحم کرے ہم پر **فَمَنْ يُجِيرُ الْكَافِرِينَ** تو کون پناہ دے گا کافروں کو اصل میں رسول اللہ ﷺ نے مکہ میں جب دعوت دی اور مختلف لوگوں نے دعوت کو قبول کرنا شروع کیا تو مکہ کے مختلف گھروں میں رسول اللہ ﷺ اور اہل ایمان کو بددعائیں دی جانے لگیں جادو ٹونے کیے جانے لگے تاکہ آپ ﷺ ہلاک ہو جائیں نعوذ باللہ آپ ﷺ کے قتل کے منصوبے بنائے جانے لگے اس پر اللہ تعالی نے کہا کہ ان سے کہو کہ اگر اللہ مجھے اور میرے ساتھیوں کو(ساتھی کون تھے رسول اللہ ﷺ کے صحابہ تھے صحابیات تھیں ایمان لانے والے) ہلاک کردے **أَوْ رَحِمَنَا** یا پھر وہ ہم پر رحم کردے۔ ان سے پوچھو **فَمَنْ يُجِيرُ الْكَافِرِينَ مِنْ عَذَابٍ أَلِيمٍ** کافروں کو دردناک عذاب سے کون بچائے گا ہم جیئں یا مریں ہم ہلاک ہوں یا اللہ کے فضل سے زندہ رہیں اس سے تمہیں کیا حاصل ہوگا تم اپنی فکر کرو کہ جب اللہ کا عذاب آئے گا تو تمہیں کوئی بچا نہیں سکتا دردناک عذاب سے

آیت نمبر 29۔ قُلْ هُوَ الرَّحْمَٰنُ آمَنَّا بِهِ وَعَلَيْهِ تَوَكَّلْنَا ۖ فَسَتَعْلَمُونَ مَنْ هُوَ فِي ضَلَالٍ مُبِينٍ
ترجمہ۔ اِن سے کہو، وہ بڑا رحیم ہے، اسی پر ہم ایمان لائے ہیں، اور اُسی پر ہمارا بھروسا ہے، عنقریب تمہیں معلوم ہو جائے گا کہ صریح گمراہی میں پڑا ہوا کون ہے

قُلْ هُوَ الرَّحْمَٰنُ آمَنَّا بِهِ اے محمد ﷺ ان سے کہو **هُوَ الرَّحْمَٰنُ** اللہ بڑا رحم کرنے والا ہے ہم اس پر ایمان لائے **وَعَلَيْهِ تَوَكَّلْنَا ۖ** اور اسی پر ہم نے بھروسہ کیا کہ تم انکار کر رہے ہو اور ہمارا بھروسہ جتھوں پر، وسائل پر، معبودان غیر، دولت ،باغوں پر نہیں ہے ہمارا بھروسہ تو اللہ پر ہے **وَعَلَيْهِ تَوَكَّلْنَا۔ حَسْبُنَا اللَّهُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ (173۔ سورۃ آل عمران)**کہ ہمارے لیے اللہ کافی ہے اور وہی بہترین کارسا ز ہے **فَنِعْمَ الْمَوْلَىٰ وَنِعْمَ النَّصِيرُ (78۔ الحج)** وہ ہے تمہارا مولیٰ، بہت ہی اچھا ہے وہ مولیٰ اور بہت ہی اچھا ہے وہ مددگار۔ **فَسَتَعْلَمُونَ** پس عنقریب ان کو پتہ چل جائے گا کہ **مَنْ هُوَ فِي ضَلَالٍ مُبِينٍ** کہ کون ہے جو صریح گمرائی میں پڑا ہوا ہے اس سورۃ کو **سورۃ رحمانیات** بھی کہا جاتا ہے کیوں اس کے آغاز میں بھی اللہ

تعالیٰ نے غفور کی بات کی اور جب اپنی نعمتوں کا ذکر کیا تو رحمان کی صفت کا بھی ذکر کیا آپ نے یہ بات پڑھی کہ اللہ ہی ہے جو کہ لطیف بھی ہے اور خبیر بھی ہے اور ساتھ ہی رحمان ہے جس نے نعمتوں سے نوازا ہے تو آخر میں پھر رحمان کا ذکر ہے آیت نمبر 3 میں بھی ہے **مَا تَرَىٰ فِي خَلْقِ الرَّحْمَٰنِ مِنْ تَفَاوُتٍ**۔ کائنات کا جب ذکر ہوا۔ تو ابتداء میں بھی اللہ کی رحمانیت کا ذکر آخر میں بھی اللہ کی رحمانیت کا ذکر تو اللہ بہت زیادہ رحم کرنے والا ہے **فَسَتَعْلَمُونَ مَنْ هُوَ فِي ضَلَالٍ مُبِينٍ** تو جلدی پتہ چل جائے گا کہ کون صریح گمرائی میں پڑا ہوا ہے کیونکہ اہلِ مکہ یہ دعویٰ کرتے تھے وہ پیارے رسول ﷺ اور اہلِ ایمان سے کہا کرتے تھے کہ یہ صراطِ مستقیم سے ہٹے ہوئے لوگ ہیں ہم سیدھے راستے پہ ہیں

آیت نمبر 30۔ قُلْ أَرَأَيْتُمْ إِنْ أَصْبَحَ مَاؤُكُمْ غَوْرًا فَمَنْ يَأْتِيكُمْ بِمَاءٍ مَعِينٍ

ترجمہ۔ اِن سے کہو، کبھی تم نے یہ بھی سوچا کہ اگر تمہارے کنوؤں کا پانی زمین میں اتر جائے تو کون ہے جو اِس پانی کی بہتی ہوئی سوتیں تمہیں نکال کر لا دے گا؟

قُلْ أَرَأَيْتُمْ کہا اے محمد ﷺ ان سے کہو کیا دیکھا تم نے اصل میں **أَرَأَيْتُمْ** جب آتا ہے جیسے پیچھے بھی آئے تھے آیت نمبر 28 میں بھی **أَرَأَيْتُمْ** آیا اب یہاں پہ بھی **أَرَأَيْتُمْ** ویسے تو اس کے معنی ہوتے ہیں دیکھنا لیکن اس کے معنی ہوتے ہیں سوچنے سمجھنے کی دعوت دینا کیا مطلب ہے اس کا کہ اے لوگوں کیا تم نے کبھی سوچا **إِنْ أَصْبَحَ مَاؤُكُمْ غَوْرًا** اگر ہو جائے پانی تمہارا **غَوْرًا یہ** لفظ بھی گہرے کے لئے آتا ہے تو سورۃ الملک میں دو لفظ آئے ایک **لُجَّہ** کا وہ پہلا درجہ ہے **غَوْرًا** یہ دوسرا درجہ ہے **غَوْرًا (غ و ر)** سے ہے نشیبی زمین کی طرف نیچے اترنا، غار کے لئے بھی آتا ہے اور آپ اردو میں بھی کہتی ہیں میں نے بہت غور کیا آپ اپنی سوچوں میں بہت گہرائی میں چلی جاتی ہیں میں نے غور و خوض کیا تو زیر زمین گہرائی اور گہرائی کے ساتھ جیسے جگہ کا تصور بھی پایا جاتا ہے تو غور کے معنی ہیں کہ زمین کے نیچے گہرائی میں چلا جانا سطح زمین سے نیچے نشیبی جو علاقہ ہے۔ ان سے پوچھو اور **أَصْبَحَ** کے معنی کیا ہیں حالت کی تبدیلی اب تو پانی اوپر ہے اور لوگ استعمال کرتے ہیں **إِنْ أَصْبَحَ مَاؤُكُمْ غَوْرًا** اور اگر تمہارا پانی نیچے چلا جائے زمین کے اندر چلا جائے **فَمَنْ يَأْتِيكُمْ بِمَاءٍ مَعِينٍ** پھر کون ہے جو اس پانی کو **فَمَنْ يَأْتِيكُمْ** جو لے آئے گا تمہارے پاس **بِمَاءٍ** پانی اور **مَعِين** کا لفظ استعمال ہوا اور **مَعِين** اس کا مصدر ہے **(ع ی ن)** تو جیسے **عین** چشمے کے لئے بھی آتا ہے بہتا ہوا چشمہ تو کون ہے جو اس پانی کو جاری کرے گا اس پانی کی بہتی ہوئی سوتیں تمہیں نکال کر لا دے گا اور **غَوْرًا** یہ گہرے کے لئے آتا ہے اور **غَوْرًا** مصدر ہے اور بہرحال احادیث میں اس آیت کا جواب آتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب سورۃ الملک کی اس آخری آیت کی تلاوت کرتے تو فرماتے **اللہ يَأْتِينَ بِہِ وهو رب العالمين** اور وہ اللہ ہی ہے جو اس پانی کو لاتا ہے اور وہ ہے سب جہانوں کا رب اور اب یہاں پہ بھی سوال ہے کہ اگر تمہارے پینے کا پانی زمین چوس جائے تو کون ہے جو تمہارے لئے نتھرا ہوا پانی لے آئے تو معین کہتے ہیں جاری صاف اور نتھرا ہوا پانی تو یہ جو پانی میں اور آپ پیتے ہیں یہ اللہ کی بہت بڑی رحمت ہے اگر پانی نیچے گہرائی میں چلا جائے ساری مشینیں بھی مل کر کوشش کریں گی تو پانی کو نکالنے میں ناکام ہو جائیں گی بہت سے علاقے ہیں وہاں پہ پانی نہیں آتا تو جہاں پہ بھی پانی موجود ہے یہ اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہے سورۃ الملک میں ایک طرف آسمان کی طرف دعوت نظارہ دی گئی اور دوسری طرف آسمان جس میں ستارے جگمگ جگمگ کرتے ہیں یہ بھی اللہ کی قدرت کا بہت بڑا نظارہ ہے تیسری طرف جہنم سے ڈرایا گیا اور چوتھی طرف یہ کردار بتایا گیا کہ اللہ کو وہ لوگ پسند ہیں جو

بن دیکھے اللہ سے ڈرتے ہیں اور آخرت کی تیاری کرتے ہیں ان کے لئے بڑے انعامات ہیں پھر اللہ تعالی نے پرندوں کے اندر جو نظم و ضبط پایا جاتا ہے اور اس کے علاوہ زمین کا **ذَلُولًا** ہونا اور زمین میں سے رزق جو ہم استعمال کرتے ہیں اور اسی طرح سماعت بصارت اور فواد اس کے دلائل دئیے اور ساتھ ہی پانی کی دلیل دے کر یہ بات میرے اور آپ کے سامنے رکھی کہ دنیا بہت مختصر ہے بہت چھوٹی ہے خالق بھی اللہ رازق بھی اللہ اور بادشاہی بھی اسی کی **وَهُوَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ** اور وہ جو چاہے کرے تو دنیا میں رہتے ہوئے ہم سب کو آخرت کی تیاری کرنی چاہئے یہ ہے وہ سورۃ الملک جو رات کو سونے سے پہلے رسول اللہ ﷺ پڑھا کرتے تھے اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ پڑھنے سے مراد کیا ہے؟ کہ اس پر غور و فکر کیا جائے اور پھر موت کی اور آخرت کی تیاری کی جائےاس سورۃ کے احادیث میں کیا کیا نام ہمیں ملتے ہیں؟ اس کا نام **تبارک ،الواقعہ، ،المنجیہ ،المانعہ** بھی ہے۔ یہ کس سے منع کرتی ہے یہ حرام کاموں سے منع کرتی ہے یہ عذاب کو ہم سے روک دے گی یہ ہمیں نجات دے دے گی یہ قبر کے عذاب سے بچاتی ہے اور قیامت واقع ہو کر رہے گی انسان کہاں جائے گا بھاگ کر تو اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو عمل کی توفیق عطا کرے

سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ نَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ نَسْتَغْفِرُكَ وَنَتُوْبُ إِلَيْكَ